S_1997_1_661_670

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1997 ایس یو پی پی 1 ایس سی آر

مانگت رائے
بنام۔
پنجاب کی ریاست

9 جولائی 1997

ایم۔ایم۔پنچھی اور ایس۔بی۔مجمودر، جسٹسز

فوجداری مقدمہ:

قرائنی ثبوت-ملزم کے جرم کو ثابت کرنے والے حالات ناکافی جہیز جرم کا محرک ہے-ملزم نے لٹکانے کی غلط ثبوت بنائے- خودکشی کا دفاع ملزم کے شوہر کی طرف سے قائم کیا گیا مقتولہ کے جسم پر زخموں کے نشانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے زبردستی زہر ملا کر شراب دی گئی تھی-ملزم کے پاس ڈاکٹر ہونے کے ناطے زہر دینے کی ہر سہولت اور موقع تھا-ملزم کا متوفی کے رشتہ داروں کو فوری طور پر مطلع نہ کرنے اور جرم کے مقام سے فرار ہونے کا طرز عمل-اگرچہ خود فیصلہ کن نہیں ہے، ملزم کے خلاف فیصلہ کن حالات بن جاتے ہیں-گرفتار، ملزم کے خلاف، جرم کے حالات میں۔مقدمہ حالات کا سلسلہ اس ناگزیر نتیجے کی طرف لے جاتا ہے کہ یہ ملزم تھا اور کوئی اور نہیں جو اس کی بیوی کے قتل کا ذمہ دار تھا۔

اپیل کنندہ/ملزم پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھا۔ملزم سے شادی شدہ متوفی کے ساتھ ملزم اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی جہیز نہ لانے پر مسلسل بدسلوکی کی جاتی تھی۔مرنے والے نے واقعے کے 2 ماہ قبل ہی بیٹے کو جنم دیا اور اس وقت بھی ملزم اپنے سسرالیوں سے ملنے نہیں گیا۔واقعے کے دن وہ گردن میں 'دوپٹہ' لٹکا ہوا مردہ پائی گئی اور اس کی ٹانگیں چارے کے پاؤں سے بندھی ہوئی تھیں۔کیمیائی معائنے بذریعے یہ ثابت ہوا کہ متوفی کو اس کی موت بذریعے پہلے زبردستی زہر ملا کر شراب دی گئی تھی۔میڈیکل رپورٹ کے مطابق، دو چوٹیں قبل از مرگ پائی گئیں جبکہ گردن پر لگچر کا نشان پوسٹ مارٹم تھا۔ملزم نے متوفی کے لواحقین کو فوری طور پر اطلاع نہیں دی اور جائے وقوعہ سے فرار ہو گیا۔

ٹرائل عدالت نے ان حقائق پر اپیل کنندہ کو دفعہ 302 آئی پی سی کے تحت مجرم قرار دیا اور اپیل کنندہ کی اپیل پر عدالت عالیہ نے اسے برقرار رکھا۔

اس عدالت سامنے ملزم کی اہم دلیل یہ تھی کہ،(1) مقدمہ قرینئی شہادت کا تھا اور حالات کا سلسلہ مکمل نہیں تھا؛(2) ملزم، جسے حال ہی میں ایک لڑکا بچہ ہوا تھا، کو بیوی کا قتل کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا تھا؛ اور(3) یہ ظاہر کرنے کے لیے ثبوت موجود تھے کہ متوفی ذہنی افسردہ حالت میں تھا اور اس لیے اس کے خود کو پھانسی دینے کا تمام امکان تھا۔

ریاست کے اہم تنازعات یہ تھے کہ،(1) ملزم کے پاس اپنی رہائش گاہ سے ایک کلومیٹر دور ایک اور کلینک تھا اور زہریلی شراب دینے کے بعد اور جھوٹے ثبوت بنانے کے بعد اپنے کلینک جانا اس کے لیے بہت آسان تھا جیسے کہ متوفی نے خودکشی کی ہو۔(2) واقعے کی تاریخ پر ہی سسرالیوں کو مطلع نہ کرنا اور اس کے بعد اس کا جائے وقوع سے فرار ہونا اس کے مجرم دماغ کی طرف اشارہ ہے۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد:.1 طبی شواہد اور کیمیائی معائنہ کار کی رپورٹ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ متوفی شراب کے ساتھ ملے ہوئے آرگنفوسپورس مرکب کی انتظامیہ کے نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔(668-ایف)

.2 یہ بات قابل ذکر ہے کہ متوفی، جو ڈھائی ماہ کے بچے کی ماں ہے، مبینہ طور پر شراب کی آدھی بوتل لینے کے بعد ہوش میں نہیں رہ سکتی تھی کہ بعد میں خودکشی سے خود کو لٹکا لے۔(668-ای)

.3 پورا دفاعی ورژن غیر منطقی تھا اور اس نے امکانات کے تمام بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کی تھی اور عقل عامہ کی توہین تھی۔(668-ای)

.4 ملزم کے پاس اس علم کے ساتھ ہر سہولت اور موقع تھا کہ زہر کی بڑی مقدار کی مہلک خوراک جو اپنے آپ میں بہت تیز تھی اسے کسی کو دینے سے پہلے اسے شراب کے ساتھ ملا کر پتلا کرنے کی ضرورت ہے۔(669-ای)

.5 مرنے والے کے جسم پر ڈاکٹروں کی طرف سے پائے جانے والے دو پوسٹ مارٹم کے زخموں سے واضح طور پر اشارہ ملتا ہے کہ اس نے زہر کے ساتھ ملی ہوئی شراب کی مذکورہ مقدار کے استعمال سے پہلے مزاحمت کی تھی۔(669-ای-ایف)

.6 مذکورہ بالا حالات نے ثابت کیا کہ موت الکحل کی فراہمی اور آرگنفوسپورس مرکب کی مناسب مقدار کی وجہ سے ہوئی تھی۔

.7 اس کے بعد ملزم کا یہ طرز عمل کہ اس نے متوفی کے بارے میں اپنے سسرالیوں اور رشتہ داروں کو

فوری طور پر مطلع نہیں کیا اور وہ ایک دو دن تک جائے وقوعہ سے مفرور رہا جب تک کہ اسے بالآخر گرفتار نہیں کیا گیا، جو طرز عمل اگر چہ اپنے آپ میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتا ہے، واضح طور پر اپیل گزار کی طرف الزام لگانے والی انگلی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کسی اور کی طرف نہیں۔(670-اے-بی)

.8 مذکورہ بالا تمام حالات کو قرائنی شہادت کے ایک مکمل سلسلے کی نمائندگی کرنے کے لیے سمجھا جانا چاہیے جس سے یہ ناگزیر نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ملزم تھا اور کوئی اور قتل کا ذمہ دار نہیں تھا۔(670-ڈی)

جوس عرف کولی جوس بنام ریاست کیرالہ، (1973) 3 ایس سی سی 472؛ محترمہ فینو بنام ریاست پنجاب، (1975) 4 ایس سی سی 119 اور ریاست بنام فتح بہادر اور دیگر اے آئی آر (1958) سبھی۔1، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1990 کی فوجداری اپیل نمبر 683۔

سی آر ایل اے نمبر 60-DB آف 1986 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 2.8.88 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے آر۔ایل۔کوہلی، کوالجیت کوچر اور جے۔ڈی۔جین۔

آر۔ایس۔سودھی، مدعاعلیہ کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس۔بی۔مجمدار، جسٹس۔ اپیل کنندہ جسے ٹرائل کورٹ نے اپنی بیوی کے قتل کا مجرم قرار دیا تھا، اس نے عدالت عالیہ کے سامنے اپیل میں اس معاملے کو ناکام بنا دیا اور وہاں ہار جانے کے بعد خصوصی اجازت کے ذریعے اس اپیل کے ذریعے اس عدالت میں پہنچا ہے۔ان کارروائیوں کی طرف لے جانے والے چند متعلقہ حقائق شروع میں ہی نوٹ کیے جانے کے لائق ہیں۔

تعارفی حقائق

اپیل کنندہ ایک پریکٹس کرنے والا ڈاکٹر ہے جس کے دو کلینک ہیں۔ایک ریاست پنجاب کے ضلع امرتسر کے گاؤں پکھو پورہ میں ہے۔یہ کلینک ان کے رہائشی گھر کے ایک حصے کے طور پر چلایا جاتا ہے جہاں ان کی 24 سالہ بیوی مدھو بالا کا المناک انجام ہوا۔اس کا دوسرا کلینک گاؤں راٹوک میں ہے جو اس کے رہائشی گھر سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اپیل کنندہ کی شادی 4 ستمبر 1985 کو پیش آنے والے واقعے سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل مذکورہ مدھو بالا سے ہوئی تھی۔استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ مدھو بالا کے ساتھ اس کی شادی کے بعد نہ تو اپیل کنندہ اور نہ ہی اس کی ماں جہیز سے مطمئن ہوئی جو وہ لائی تھی اور وہ مسلسل اس کی کمی

کی شکایت کرتے رہے۔اس وجہ سے وہ اس کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے۔واقعے کی تاریخ سے تقریبا ساڑھے چار ماہ قبل مدھو بالا فرید کوٹ میں اپنے والدین کے گھر گئی اور اپنے رشتہ داروں کو بدسلوکی اور ٹی وی سیٹ، ریفریجریٹر اور سکوٹر کے مطالبے اور ان کی شکایت کے بارے میں بھی بتایا کہ مدھو بالا کو اس کے والدین نے گھڑی پیش نہیں کی تھی۔مقدمے کی سماعت کے مرحلے پر استغاثہ کی قیادت میں شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مدھو بالا کے بھائی پی ڈبلیو 4 برج بھوشن، اپنے ماموں روشن لال اور دیس راج کے ساتھ، جنہوں نے مدھو بالا سے اپیل کنندہ کی شادی کروانے کے لیے ثالثی کا کام کیا تھا، نے اپیل کنندہ اور دوسرے ملزم، اس کی ماں اندرا واتی سے رابطہ کیا، جسے ٹرائل عدالت نے بری کر دیا ہے، اور ان سے بات کی اور انہیں بتایا کہ وہ مطالبے کو پورا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ غریب ہیں اور ملزم کو مدھو بالا کے ساتھ اس لحاظ سے برا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔استغاثہ کا مقدمہ مزید یہ ہے کہ ملزم نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور وعدہ کیا کہ وہ مستقبل میں اس طرح کے مطالبات کو دہرائے گا نہیں اور مدھو بالا کے ساتھ برا سلوک نہیں کرے گا۔اسی دوران مدھو بالا نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔یہ واقعہ واقعے کی تاریخ سے تقریبا دو ماہ قبل پیش آیا تھا۔اپیل گزار کو بچے کی پیدائش کے بارے میں اطلاع بھیجی گئی تھی لیکن وہ اپنے سسرال کے گھر نہیں گیا۔واقعے سے تقریبا 16-17 دن پہلے مدھو بالا کی ساس اندرا واتی، بری ملزم، مدھو بالا کو واپس لینے کے لیے اس کے والدین کے گھر گئی۔اسے واپس لے جاتے ہوئے اس نے بچے کو دیے جانے والے روایتی تحائف پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور مدھو بالا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس کے والدین نے شادی کے وقت اسے کچھ نہیں دیا تھا اور بیٹے کی پیدائش کے بعد بھی وہ خالی ہاتھ جا رہی تھی۔

اب اس واقعے کی تاریخ آئی، یعنی 4 ستمبر 1985 جس دن مدھو بالا کو ملزم اپنے شوہر کے رہائشی گھر میں غیر فطری موت کا سامنا کرنا پڑا۔اس بارے میں اطلاع 05 ستمبر 1985 کو، یعنی اگلے دن، مدھو بالا کے رشتہ داروں کو اس کی موت کے بارے میں دی گئی تھی۔وہ گاؤں پکھو پورہ کے لیے روانہ ہوئے اور پکھو پورہ جاتے ہوئے سرہالی پہنچنے پر انہیں اطلاع ملی کہ مدھو بالا کی لاش پہلے ہی ترن تران لے جایا جا چکا ہے۔اس کے بعد انہوں نے ترن تران کے ہسپتال کا دورہ کیا جہاں انہیں لگا کہ ترن تران میں پوسٹ مارٹم کا معائنہ منصفانہ نہیں ہو سکتا۔امرتسر میں ڈاکٹروں کے ذریعے پوسٹ مارٹم کے لیے ان کی طرف سے سب ڈویژنل مجسٹریٹ کو درخواست پیش کی گئی۔سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی ہدایت پر امرتسر میں بورڈ آف ڈاکٹرز کے ذریعے پوسٹ مارٹم کیا گیا۔پی ڈبلیو 4 برج بھوشن نے پولیس حکام کو اپنا بیان دیا جس کی بنیاد پر ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی گئی اور اپیل کنندہ اور اس کی والدہ کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

مذکورہ مقدمہ درج کرنے سے پہلے اپیل کنندہ سرپنچ سوہن سنگھ کے ساتھ پہلے ہی پولیس اسٹیشن چول صاحب جا چکا تھا اور 4 ستمبر 1985 کی رات ہی رپورٹ نمبر 18 درج کروائی تھی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ اس کی بیوی نے خود کو پھانسی لگا کر خودکشی کی ہے۔ جب اسسٹنٹ سب انسپکٹر بلبیر سنگھ نے اپیل کنندہ کی مذکورہ رپورٹ کے مطابق جائے وقوعہ کا دورہ کیا تو اسے مدھو بالا کی لاش گردن میں 'دوپٹہ' کے ساتھ لٹکی ہوئی ملی اور اس کی ٹانگیں چارے کے پاؤں سے بندھی ہوئی تھیں۔ تحقیقات کے لیے معمول کے مطابق اقدامات کیے گئے۔ مدھو بالا کی لاش کا پوسٹ مارٹم معائنہ ڈاکٹر جگدیش گارگی، پی ڈبلیو 1، ڈاکٹر ایچ رائے اور ڈاکٹر آر کے گوریا پر مشتمل بورڈ آف ڈاکٹرز نے کیا۔ ان میں سے ڈاکٹر گارگی کا پی۔ ڈبلیو۔ 1 کے طور پر معائنہ کیا گیا۔ دوسروں کو کراس ایگزامینیشن کے لیے ٹینڈر کیا گیا۔ ڈاکٹر گارگی، پی ڈبلیو 1 نے بتایا کہ انہوں نے ڈاکٹر ایچ رائے اور ڈاکٹر آر کے گوریا کے ساتھ مل کر مدھو بالا کی لاش کا پوسٹ مارٹم 6 ستمبر 1985 کو صبح 1 بجے کیا۔ اس نے پایا کہ گردن کو افقی طور پر گھیرے ہوئے 2 سینٹی میٹر چوڑے بھوری رنگ کے لگچر کا نشان تھا، جس سے جلد کو مینڈ یبل پر دائیں زاویے کے نیچے کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر مینڈ یبل کے ریمس سے 4 سینٹی میٹر نیچے رکھا گیا تھا۔ اسے لاش پر مزید دو زخم بھی ملے جو درج ذیل ہیں:

1. ایک سرخ بھوری رگڑ 20x2 سینٹی میٹر۔ دائیں طرف اور پیٹ سے، دائیں الیک فوسا سے آگے اور درمیانی طور پر افقی طور پر پھیلا ہوا۔

2. سرخ بھوری رگڑ 0.2x3-0 سینٹی میٹر۔ دائیں پاؤں کے ڈورسم پر، 3 سینٹی میٹر۔ بڑی انگلی کی بنیاد سے قریب ترین۔

ڈاکٹر گارگی کے مطابق مذکورہ بالا دو چوٹیں قبل از پوسٹ مارٹم تھیں جبکہ گردن پر لگچر کا نشان پوسٹ مارٹم تھا۔

متوفی کے وسیرا کو محفوظ کر کے تجزیہ کے لیے کیمیائی معائنہ کار کو بھیج دیا گیا۔ لگچر کے نشان کی طرف سے ہٹائی گئی جلد کو بھی پروفیسر اور پیتھولوجی ڈیپارٹمنٹ، امرتسر کے سربراہ کے ذریعے پیتھولوجیکل جانچ کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا۔ کیمیائی معائنہ کار نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ خون میں الکحل کی مقدار کا تخمینہ 322.0 ملی گرام/ 100 ملی لیٹر تھا۔ وسیرا میں شراب اور آرگنفوسفورس مرکب کا پتہ چلا۔ پیتھولوجسٹ نے تصدیق کی کہ جلد کے حصوں میں بھیڑ اور سوزش کے اخراج کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس رپورٹ کی بنیاد پر ڈاکٹروں نے تصدیق کی کہ متوفی کی گردن کے گرد لگچر کا نشان پوسٹ مارٹم تھا اور دیگر چوٹیں پری مارٹم تھیں۔ ڈاکٹر گارگی کی رائے میں موت آرگینو فاسفورس کے زہر اور شراب کی وجہ سے ہوئی تھی۔ ڈاکٹر پریم

وڈھیرا، پی ڈبلیو 12، جنھوں نے متوفی کی گردن سے نکالی گئی جلد کے ٹکڑے کا معائنہ کیا تھا، نے تصدیق کی کہ جلد کے معائنے سے پتہ چلتا ہے کہ جلد کی سیٹ پر لگچر کا نشان ظاہر کرتا ہے کہ یہ پوسٹ مارٹم کا نشان تھا۔

مقدمے کی سماعت میں پیش آنے والے اس ثبوت کی روشنی میں فاضل سیشن جج، جن کے سامنے یہ مقدمہ کمیٹی عدالت نے انجام دیا تھا، اس نتیجے پر پہنچے کہ استغاثہ نے اپیل کنندہ ملزم کو تعزیرات مجموعہ تعزیرات بھارت 302 کے تحت جرم گھرلایا تھا۔ لیکن جہاں تک اس کی ماں کا تعلق ہے، الزام نمبر۔2 فکرمند تھا، اسے شک کا فائدہ دیا گیا۔ فاضل ٹرائل جج نے دفاع کی طرف سے پیش کردہ اس نظریے کو مسترد کردیا کہ متوفی نے خودکشی کی تھی اور خود کا گلا گھونٹ قابل تھا۔ دوسری طرف یہ پایا گیا کہ یہ ملزم ہی تھا جس نے متوفی کو شراب کے ساتھ ملا کر زہر دیا تھا جسے متوفی کو پینے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، اپیل کنندہ نے معاملے کو بغیر کسی کامیابی کے اپیل میں پیش کیا اور اسی طرح وہ ان کارروائیوں میں ہمارے سامنے ہے۔

حریف تنازعات

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ یہ قرینئی شہادت کا معاملہ ہے اور حالات کا سلسلہ مکمل نہیں ہے۔ اس نے پیش کیا کہ اپیل کنندہ متعلقہ وقت پر دوسرے گاؤں میں اپنے کلینک میں تھا۔ کہ چونکہ اسے حال ہی میں ایک لڑکا بچہ ہوا تھا اس لیے اس کے لیے اپنی بیوی کو قتل کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ اس کے برعکس شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ذہنی افسردہ حالت میں تھی اور اس لیے اس کے خود کو پھانسی لگا کر خودکشی کرنے کا تمام امکان تھا۔ اس کے بعد یہ دعوی کیا گیا کہ کسی بھی صورت میں اپیل گزار کے سامنے قتل کا الزام لانا استغاثہ کا کام ہے۔ یہ کہ آرگینو فاسفورس مرکب کی اقسام موجود ہیں اور یہ سب یکساں طور پر مہلک نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی صورت میں ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ متوفی کے ویسیرا میں پائے جانے والے آرگنفوسفورس کمپاؤنڈ کا سراغ مہلک ثابت ہونے کے لیے کافی تھا اور استغاثہ کی قیادت میں ایسے شواہد کی عدم موجودگی میں شک کا فائدہ ملزم کو جانا چاہیے نہ کہ استغاثہ کو۔ اس محرک کی حمایت میں اس عدالت نے دو فیصلوں پر جوس عرف کولی جوس بنام ریاست کیرالہ، (1973) 3 ایس سی سی 472 کے معاملے میں صفحہ 474 پیرا 5 پر اور محترمہ فینو بمقابلہ ریاست پنجاب، (1975) 4 صفحہ 122 پر ایس سی سی 119 کے ساتھ ساتھ ریاست بنام فتح بہادر اور دیگر اے آئی آر 45 (1958) الہ آباد 1 رپورٹ کے پیرا 10 کے معاملے میں الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے پر انحصار کیا گیا۔۔ اس لیے اس نے عرض کیا کہ اپیل کنندہ اپنی بیوی کے قتل کے الزام سے بری ہونے کا حقدار ہے۔

دوسری طرف مدعا علیہ کے وکیل نے پیش کیا کہ نچلی دونوں عدالتوں نے متعلقہ شواہد کی تعریف پر بیک وقت فیصلہ دیا ہے کہ یہ اپیل کنندہ تھا اور کوئی اور نہیں جو اس کی بیوی کا قتل کر سکتا تھا۔ کہ وہ اس کی اپنی رہائش گاہ پر مرگئی تھی۔ کہ اس کا دوسرا کلینک اس کی رہائش گاہ سے صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور متوفی کو ختم کرنے کے بعد متعلقہ وقت پر اپنے کلینک جانا اس کے لیے بہت آسان تھا۔ یہ کہ متوفی کی طرف سے خودکشی کا نظریہ واضح طور پر غلط تھا کیونکہ لیگیچر کا نشان ڈاکٹروں کے ذریعہ پوسٹ مارٹم پایا گیا تھا اور یہ الزام لگانا بھی ناممکن ہے کہ ایک مردہ شخص خود کو لٹکا لے گا اور اس وجہ سے، یہ ایک جھوٹا مقدمہ تھا تفتیشی ایجنسی کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی اور عین اسی وجہ سے اپیل کنندہ پولیس حکام کے پاس پہنچا اور واقعے کے بارے میں غلط بیان دیا۔ چونکہ اپیل کنندہ متوفی کے ساتھ متعلقہ وقت پر اپنے رہائشی گھر میں رہتا تھا جہاں اس کی بیوی کی بے وقت موت ہوئی تھی، لہذا اپیل کنندہ کے خلاف نیچے کی دونوں عدالت عالیان کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ یہ وہی تھا اور کسی اور نے اس کا قتل نہیں کیا تھا۔ اس کی بیوی کا، کیس کے ریکارڈ پر اچھی طرح سے جائز کہا جا سکتا ہے۔ یہ کہ متوفی کو ہراساں کرنے اور جہیز کے مطالبے کے سلسلے میں اسے تنگ کرنے کا اس کا سابقہ طرز عمل، بیٹے کی پیدائش کے موقع پر اپنے سسرال کے گھر نہ جانے کا اس کا طرز عمل اور اس کے بعد پولیس کے سامنے واقعے کا غلط بیان دینے کا اس کا طرز عمل اور واقعے کی تاریخ پر ہی سسرالیوں کو مطلع نہ کرنا اور اس کے بعد اس کا جائے وقوع سے فرار ہونا، یہ سب اس کے مجرم ذہن کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس لیے اس کی اپیل مسترد ہونے کے لائق ہے۔

ہم نے ان حریف تنازعات پر بے چینی سے غور کیا ہے۔ مقدمے کی کچھ نمایاں خصوصیات جو ریکارڈ پر اچھی طرح سے قائم ہیں اور جو، ہمارے خیال میں، ملزم کے خلاف قرئنی شہادت کا ایک مکمل سلسلہ پیش کرتی ہیں، اس مرحلے پر نوٹ کرنے کے لائق ہیں۔

1. مدھو بالا کی موت اپیل گزار کے رہائشی گھر میں ہوئی تھی۔

2. اپیل کنندہ شادی کے وقت مدھو بالا کی طرف سے لائے گئے جہیز سے خوش نہیں تھا اور اس کا مقصد مدھو بالا سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا جس نے اپنے والدین کو ملزم کی طرف سے مانگی گئی اشیاء دینے پر مجبور کرنے کے بجائے اپنے رشتہ داروں کو اس پر زور دینے کے لیے بھیجا تھا کہ وہ مطالبہ واپس لے لے اور ملزم نے مستقبل میں اس کے ساتھ مناسب سلوک کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مقدمے کا یہ پہلو پی ڈبلیو 4 برج بھوشن کے ثبوت سے اچھی طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی جانچ میں اس کے بیان کو غلط ثابت کرنے کے لیے کچھ بھی سامنے نہیں آیا ہے۔

.3 اپیل کنندہ کی طرف سے پولیس کے سامنے ایک غلط بیان دیا گیا کہ مدھو بالا نے خودکشی کی تھی۔ڈاکٹر جگدیش گارگی، پی۔ڈبلیو۔1 کے طبی شواہد سے یہ بیان مکمل طور پر غلط ثابت ہوا ہے۔ڈاکٹر گارگی نے اپنے ثبوت میں کہا کہ عام طور پر متوفی کے منہ کے زاویے سے تھوک نکلتا ہے جس سے متوفی کے کپڑوں پر داغ پڑ جاتے ہیں۔اس نے خاص طور پر اس معاملے میں متوفی کے پہنے ہوئے کپڑوں کا مشاہدہ کیا تھا۔اسے متوفی کے جسم پر تھوک کے کوئی داغ نہیں ملے۔اس گواہ کے جرح میں اس ورژن کو مؤثر طریقے سے چیلنج نہیں کیا جا سکا۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ 24 سال کی ایک نوجوان لڑکی، جو ڈھائی ماہ کے بچے کی ماں ہے، مبینہ طور پر شراب کی آدھی بوتل لینے کے بعد ہوش میں نہیں رہ سکتی تھی کہ بعد میں خودکشی سے خود کو لٹکا لے۔پورے دفاعی ورژن کو کم سے کم کہنا مضحکہ خیز تھا اور امکانات کے تمام بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی تھی اور عقل عامہ کی توہین تھی۔ایک بار جب خودکشی کے نظریے کو مسترد کر دیا جاتا ہے تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ متوفی کی موت اپیل کنندہ کی رہائش گاہ میں قتل عام سے ہوئی جو خود ایک پریکٹس کرنے والا ڈاکٹر ہے۔طبی شواہد اور کیمیائی معائنہ کار کی رپورٹ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ متوفی مدھو بالا الکحل کے ساتھ ملے ہوئے آرگنفوسفورس کمپاؤنڈ کی انتظامیہ کے نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ مدھو بالا جو 24 سال کی عمر کی ایک نوجوان برہمن لڑکی تھی اور جس نے حال ہی میں ڈھائی ماہ کی عمر کے ایک لڑکے کو جنم دیا تھا، نے شراب کی آدھی بوتل کھائی تھی جس میں آرگینو فاسفورس مرکب کا مرکب تھا۔کیمیائی معائنہ کار کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ خون میں الکحل کی مقدار کا تخمینہ 322 ملی گرام/ 100 ملی لیٹر لگایا گیا تھا اور اس لیے ایک اندازے کے مطابق متوفی نے تقریبا 400 سی سی شراب کا استعمال کیا تھا۔اس قسم کے ڈوز رضاکارانہ طور پر اس کی طرف سے نہیں لیے گئے ہوتے لیکن ڈوز کا انتظام کیا جاتا۔

.4 کیمیائی معائنہ کار کی رپورٹ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک بار جب متوفی کو 400 سی سی شراب کے ساتھ آرگینو فاسفورس کمپاؤنڈ دیا گیا تو مذکورہ کمپاؤنڈ کا ارتکاز اتنا زیادہ ہو گیا کہ وہ خون کے بہاؤ میں چلا گیا اور اس کے خون کے نمونے نمبر IV میں زہر کا پتہ چلا۔جو ایک مہر بند بوتل تھی جس میں متوفی کا خون تھا۔اس طرح یہ آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے کہ متوفی کو کافی مقدار میں زہر دیا گیا تاکہ وہ اس کے خون کے بہاؤ میں داخل ہو سکے اور اس کے نتیجے میں اس کی موت ہو سکے۔ان حالات میں اپیل گزار کے فاضل وکیل کی اس دلیل سے اتفاق کرنا ممکن نہیں ہے کہ استغاثہ ملزم کو کافی مقدار میں زہر دینے کا الزام گھر لانے میں ناکام رہا ہے جو مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔درحقیقت یہ مہلک ثابت ہوا ہے۔

.5 متوفی کو زہر دینے کا علاج اس کی طرف سے حادثاتی یا رضاکارانہ عمل کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا

تھا کیونکہ اس کے پاس اپنے ڈھائی ماہ کے بیٹے کو مشکل میں چھوڑ کر خودکشی کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا تھا۔

.6 یہ بھی اچھی طرح سے قائم ہے کہ اپیل کنندہ ایک طبی کام کرنے والا تھا جس کے دو کلینک تھے۔لہذا اس کے پاس اس علم کے ساتھ ہر سہولت اور موقع تھا کہ زہر کی بڑی مقدار کی مہلک خوراک جو اپنے آپ میں بہت تیز تھی اسے شراب کے ساتھ ملا کر پتلا کرنے کی ضرورت تھی اس سے پہلے کہ اسے کسی کو دیا جا سکے۔

.7 ڈاکٹروں کی جانب سے متوفی کے جسم پر پائے جانے والے دو پوسٹ مارٹم کے زخموں سے واضح طور پر اشارہ ملتا ہے کہ اس نے زہر کے ساتھ ملی ہوئی شراب کی مذکورہ مقدار لینے سے پہلے مزاحمت کی تھی۔اس سلسلے میں ڈاکٹر گارگی نے کہا کہ اگر متوفی شراب یا آرگنفوسفورس کمپاؤنڈ کی انتظامیہ کی مزاحمت کرتا ہے تو وہ ان چوٹوں کے جھگڑے کے نتیجے میں ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کر سکتا۔نتیجتاً مذکورہ بالا حالات نے واضح طور پر ثابت کیا کہ مدھو بالا کی موت الکحل کی فراہمی اور کافی مقدار میں آرگنفوسفورس کمپاؤنڈ کا نتیجہ تھی جو مہلک ثابت ہوئی۔

.8 ملزم نے واقعے کی اسی رات پولیس کے پاس بھاگ کر مرنے کا جھوٹا ثبوت پیش کیا تھا جو ظاہر ہے کہ تفتیشی ایجنسی کو سائیڈ ٹریک کرنے کی کوشش تھی۔یہ اس کے مجرم دماغ کے بارے میں ایک مضبوط اشارہ تھا۔موت کی وجہ کے بارے میں پولیس کو اس طرح کی غلط معلومات فراہم کرنا اس کے جرم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

.9 متوفی کے بارے میں اپنے سسرالیوں اور رشتہ داروں کو فوری طور پر مطلع نہ کرنے اور ایک دو دن تک جرم کے مقام سے اس کے مفرور ہونے کا اس کے بعد کا طرز عمل جب تک کہ اسے بالآخر گرفتار نہیں کیا گیا، جو طرز عمل اگرچہ اپنے آپ میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتا ہے، لیکن ریکارڈ پر اچھی طرح سے قائم مذکورہ بالا کہانی سے پہلے سے موجود حالات کی روشنی میں ایک فیصلہ کن صورتحال بن جاتا ہے اور جو واضح طور پر اپیل گزار کی طرف الزام لگانے والی انگلی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کسی اور کی طرف نہیں۔

.10 اپیل گزار کے گھر میں اس کی بیوی، متوفی اور شریک ملزم، اس کی ماں جو بری ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ اس کا چھوٹا بھائی بھی تھا جس پر کسی بھی حالت میں اس گھناؤنے جرم کا الزام نہیں لگایا جا سکتا تھا۔اس لیے، خاتمے کے عمل کے ذریعے، یہ اپیل ڈاکٹر ہی تھا جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے سسرال اور اپنی بیوی سے غیر مطمئن تھا اور اس نے اسے ختم کر دیا۔

لہذا، مذکورہ بالا تمام حالات کو قرائنی شہادت کے ایک مکمل سلسلے کی نمائندگی کرنے کے طور پر سمجھا جانا

چاہیے جس سے یہ ناگزیر نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ملزم تھا اور کوئی اور نہیں جو اس گھناؤنے جرم کا ذمہ دار تھا جس نے ایک نوجوان عورت کو 24 سال سے محروم کر دیا۔ وجود کی دہلیز پر اس کی زندگی اور بدلے میں ڈھائی ماہ کے بچے کو اس کی ماں سے بھی محروم کر دیا۔ نتیجتاً اس نتیجے سے کوئی بچ نہیں سکتا کہ استغاثہ نے اپیل گزار ملزم کے سامنے اپنی بیوی کے قتل کا الزام گھر لایا ہے جو کسی معقول شک کے سائے سے بالاتر ہے۔

نتیجے میں یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

آر۔ کے۔ ایس۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.08.03 16:16
I am the author of this
document